محمد وسیم اختر مفتی

مہاجرین حبشہ

(۳۴)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

عہد علوی

حلیہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری دبلے تھے۔ ان کا قد چھوٹا اور پیٹ بڑا تھا۔ ڈاڑھی کے بال کم تھے۔

ازواج و اولاد

حضرت فضل بن عباس کی اکلوتی بیٹی حضرت ام کلثوم کی شادی پہلے حضرت حسن سے ہوئی، ان سے علیحد گی کے بعد وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کی زوجیت میں آئیں۔ ان کا ایک ہی بیٹا موسیٰ ہوا، جس سے حضرت ابو موسیٰ کنیت کرتے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ کے انتقال کے بعد ان کا بیاہ عمران بن طلحہ سے ہوا۔ انھوں نے طلاق دے دی تو وہ حضرت ابو موسیٰ کے گھر واپس آ گئیں۔ وہیں ان کی وفات ہوئی اور کوفہ میں سپرد خاک ہوئیں۔ حضرت ابو موسیٰ کی دوسری ازواج کا علم نہیں۔

ابو بکر، محمد، ابو بردہ عامر، ابراہیم، موسیٰ اور عبداللہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے چھ بیٹوں کے نام ہیں (جمہرۃ انساب العرب ۳۹۷)۔ ان کے ہاں پہلے بیٹے کی ولادت ہوئی تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، کھجور چبا کر کھانے کو دی اور برکت کی دعا فرمائی (بخاری، رقم ۵۴۶۷۔ مسلم، رقم ۵۶۱۵۔ احمد، رقم ۱۹۵۷۰)۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری کی اولاد بصرہ و کوفہ میں آباد ہوئی۔ ابو بردہ عامر بن ابو موسیٰ کوفے کے اولیں قاضیوں میں سے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ کے پوتے بلال بن ابو بردہ بھی قاضی بصرہ کے منصب پر فائز ہوئے۔ ابو بردہ کی ساتویں نسل میں سے بنو بلج اندلس میں مقیم ہوئے۔ ابن حزم کہتے ہیں: اندلس میں اشعریوں کا گھر ریّہ کے نام سے مشہور تھا۔ ابو بردہ کے ایک پرپوتے یحییٰ بن برید محدث ہوئے، جن سے امام مسلم نے حدیث روایت کی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری کی نویں پشت میں ابو الحسن علی بن اسمٰعیل اشعری مشہور ہوئے۔ ان کا سن پیدایش ۲۶۰ھ اور سن وفات ۳۲۴ھ (یا ۳۳۰ھ) تھا۔ اپنے سوتیلے والد ابو علی جبائی کی پرورش میں رہنے کی وجہ سے چالیس برس مسلک اعتزال کے زبرست مؤید رہے۔ پھر توبہ کر کے اشعری مذہب کی بنا رکھی۔ اہل سنت کے اس مذہب کے مبلغین میں امام غزالی کا نام سر فہرست ہے۔

حسن تلاوت

حضرت ابو موسیٰ خوش الحانی سے قرآن تلاوت کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قرآت سنی تو ارشاد فرمایا: یقیناً عبداللہ بن قیس اشعری کو داؤد علیہ السلام کی خوب صورت آوازوں میں سے ایک خوب صورت آواز عطا کی گئی ہے (بخاری، رقم ۵۰۴۸۔ مسلم، رقم ۱۸۵۱۔ ترمذی، رقم ۳۸۵۵۔ نسائی، رقم ۱۰۲۱۔ ابن ماجہ، رقم ۱۳۴۱۔ احمد، رقم ۸۸۲۰)۔ اصل میں 'مزمار' کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کے معنی ہیں: بانسری، سریلا گیت مجازاً مراد لیا گیا ہے۔

حضرت بریدہ کہتے ہیں: ایک رات میں مسجد نبوی سے نکلا تو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازے پر کھڑے تھے اور اندر ایک نمازی تلاوت کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: یہ اللہ کی طرف رجوع رکھنے والا مومن ہے، اسے داؤد علیہ السلام کی سریلی آوازوں میں سے سریلا پن عطا کیا گیا ہے۔ حضرت بریدہ نے جا کر دیکھا تو وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری تھے (احمد، رقم ۹۸۰۶۔ الطبقات الکبریٰ، رقم ۳۶۷۔ ابن عساکر، رقم ۴۶۹)۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ نماز میں اللہ کی توحید بیان کر کے دعا کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا:

اس نے اللہ کو اس کے اسم اعظم کے ساتھ پکارا ہے، اس اسم کے ساتھ مانگا جائے تو عطا کیا جاتا ہے اور دعا مانگی جائے تو مقبول ہوتی ہے (ابن عساکر، رقم ۴۷۲)۔ آپ نے فرمایا: کاش، تم مجھے دیکھ لیتے، رات کو میں انہماک سے تمھاری قراءت سن رہا تھا (مسلم، رقم ۱۸۵۲)۔ میں چاہتا ہوں کہ کل بھی تمھاری قراءت۔ آپ نے فرمایا: میں اشعری رفقا کی آوازیں قرآن پڑھنے سے پہچان لیتا ہوں، جب وہ رات کو آتے ہیں اور رات کو ان کی تلاوت قرآن سن کر ان کی جاے قیام جان لیتا ہوں، اگرچہ میں نے دن کے وقت ان کی قیام گاہوں کو نہیں دیکھا ہوتا (بخاری، رقم ۴۲۳۲۔ مسلم، رقم ۶۴۰۷)۔ ان کے شاگرد ابو عثمان نہدی کہتے ہیں: حضرت ابو موسیٰ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے، مجھے کسی مجیرے، باجے یا گانے کی آواز ان کی قراءت سے زیادہ بھلی نہیں لگی۔ ایک رات حضرت ابو موسیٰ اپنے گھر میں تہجد پڑھنے کھڑے ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ وہاں سے گزرے اور ان کی شیریں قراءت سننے لگے۔ صبح ہوئی اور آپ نے انھیں بتایا تو بولے: اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں آپ کو مزید شوق دلاتا (مستدرک حاکم، رقم ۵۹۶۶۔ ابن عساکر، رقم ۴۷۷)۔ ایسی ہی روایت دوسری ازواج مطہرات کے بارے میں بھی مروی ہے (ابن سعد۔ ابن عساکر، رقم ۴۸۱)۔ حضرت عمر حضرت ابو موسیٰ اشعری کو دیکھ کر کہتے: ابو موسیٰ، تو نے ہم میں اپنے رب کی طرف رغبت پیدا کر دی ہے، ہمیں ذکر سناؤ، چنانچہ حضرت ابو موسیٰ ان کے سامنے تلاوت کرتے۔ عہد اموی میں حضرت ابو موسیٰ اشعری کا قیام دمشق کے ایک شہر میں ہوا، حضرت معاویہ رات کو تہجد میں ان کی قراءت سننے کے لیے آتے۔

حضرت ابو موسیٰ اصحاب قراءت عشر کا ایک بنیادی ستون ہیں۔ عراق میں ان کی قراءت مروج تھی۔

اتباع سنت

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے ایک پورا دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں گزارا، آپ کے معمولات کا مشاہدہ کیا اور آپ کے فرمان بجالائے (بخاری، رقم ۳۷۷۶)۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے مکہ و مدینہ کے مابین عشا کی قصر نماز دو رکعتیں ادا کیں، پھر وتر کی ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۂ نساء کی سو آیات تلاوت کیں۔ پھر کہا: میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر اپنا قدم رکھوں اور وہی تلاوت کروں جو آپ نے فرمائی تھی (نسائی، رقم ۱۷۲۹۔ احمد، رقم ۱۹۶۷۰)۔

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت احرام اور حالت صوم میں حجامہ کرانا ثابت ہے (بخاری، رقم ۱۹۳۸)۔

جمہور صحابہ بھی روزے کی حالت میں پچھنا لگوا لیتے تھے۔ تاہم حضرت انس بن مالک اس لیے پسند نہ کرتے کہ اس سے روزہ دار کو کم زوری ہو سکتی ہے (بخاری، رقم ۱۹۴۰)۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت عبداللہ بن عمر رمضان میں رات کے وقت حجامہ کراتے (ترمذی، رقم ۷۷۴)۔

ایک بار حضرت عمر نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو بلایا۔ وہ ملنے کے لیے گئے اور تین بار داخلے کی اجازت مانگی، اجازت نہ ملی تو لوٹ آئے۔ حضرت عمر نے (فارغ ہونے کے بعد) کہا: میں نے عبداللہ بن قیس کی آواز سنی تھی، انھیں بلاؤ۔ انھیں واپس بلایا گیا تو پوچھا: آپ لوٹ کیوں گئے؟ انھوں نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: تم میں سے کوئی تین بار اندر داخل ہونے کی اجازت مانگے اور اگر اجازت نہ ملے تو واپس آجائے (بخاری، رقم ۶۲۴۵، ۷۳۵۳۔ مسلم، رقم ۵۶۲۶۔ ابوداؤد، رقم ۵۱۸۰۔ ترمذی، رقم ۲۶۹۰۔ ابن ماجہ، رقم ۳۷۰۶۔ احمد، رقم ۱۱۰۲۹)۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے ہوئے جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا (ابن ماجہ، رقم ۵۶۰)۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے ساتھ بنو اشعر کے دو آدمی تھے؛ ایک دائیں طرف، ایک بائیں طرف۔ آپ مسواک کر رہے تھے۔ اشعریوں نے عہدے کی درخواست کی تو آپ نے تنبیہ کی: عبداللہ بن قیس، یہ کیا؟ انھوں نے عذر پیش کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، انھوں نے مجھے اپنے دل کی بات نہیں بتائی۔ آپ نے فرمایا: جو عامل بننے کی خواہش کرے، اسے ہم ہرگز عامل نہیں بناتے، کیونکہ ہمارے نزدیک عہدے کا طالب سب سے بڑا خائن ہوتا ہے۔ البتہ ابو موسیٰ عبداللہ، تم عامل بن کر یمن جاؤ۔ پھر ان کے پیچھے آپ نے حضرت معاذ بن جبل کو بھی عامل مقرر کر کے وہاں بھیج دیا (بخاری، رقم ۶۹۲۳۔ مسلم، رقم ۴۷۱۸۔ ابوداؤد، رقم ۲۹۳۰، ۴۳۵۴۔ نسائی، رقم ۴۔ احمد، رقم ۱۹۶۶۶)۔

ابو عطیہ اور مسروق نے حضرت عائشہ سے سوال کیا: اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک روزہ جلد کھول لیتا ہے اور نماز بھی جلد پڑھ لیتا ہے اور دوسرا روزہ دیر سے افطار کرتا ہے اور نماز بھی موخر کر دیتا ہے۔ حضرت عائشہ نے پوچھا: جلد افطار کرنے والا اور جلد نماز پڑھنے والا کون ہے؟ بتایا: عبداللہ بن مسعود۔ انھوں نے بتایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے کیا کرتے تھے۔ راوی حدیث کہتے ہیں: نماز و افطار میں تاخیر کرنے والے حضرت ابو موسیٰ اشعری تھے (مسلم، رقم ۲۵۵۶۔ ترمذی، رقم ۷۰۲۔ نسائی، رقم ۲۱۶۳۔

احمد، رقم ۲۴۲۱۲)۔

اصحاب رسول کی تکریم

حضرت ابو موسیٰ اشعری بتاتے ہیں: میں مدینہ کے ایک باغ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، جس سے مٹی میں پانی سینچ رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ آپ نے فرمایا: کھول کر آنے دو اور اسے جنت میں داخل ہونے کی بشارت دو۔ یہ ابو بکر تھے، بشارت سن کر انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اور دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ آپ کے ارشاد پر میں نے دروازہ کھولا اور داخلہ جنت کی خوش خبری سنائی۔ تبھی عمر داخل ہوئے اور خوش خبری سن کر اللہ کی حمد بیان کی۔ اب تیسرا شخص آیا اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ آپ نے فرمایا: اس کے لیے دروازہ کھولو اور اسے اس مصیبت پر جنت میں جانے کی بشارت دو جو اس پر آنے والی ہے۔ یہ عثمان تھے، میں نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا۔ انھوں نے اللہ کی حمد بیان کی اور کہا: وہی مددگار ہے (بخاری، رقم ۳۶۹۳، ۶۲۱۶۔ مسلم، رقم ۶۲۱۲۔ ترمذی، رقم ۳۷۱۰۔ احمد، رقم ۱۹۶۴۳)۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں: ہم اصحاب رسول کو کوئی حدیث سمجھنے میں دشواری ہوتی تو ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھتے اور ہمیں ان کے ہاں مکمل علم حاصل ہو جاتا (ترمذی، رقم ۳۸۸۳)۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور حضرت عمر کو اشارہ کر کے بلا رہے ہیں۔ انھوں نے اس کی تعبیر کی کہ حضرت عمر کا انتقال ہو جائے گا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے بیٹی، پوتی اور بہن کی وراثت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ بیٹی کے لیے نصف اور بہن کے لیے بھی نصف ہے۔ ابن مسعود کے پاس چلے جاؤ، وہ بھی میری موافقت کریں گے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے سوال کیا گیا تو جواب دیا: میں تو گم راہ ہو جاؤں گا، اگر ایسا فتویٰ دوں۔ میں وہی فیصلہ کروں گا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ بیٹی کو نصف ملے گا، پوتی کو چھٹا حصہ دیا جائے گا، اس طرح دو تہائی پورے ہو جائیں گے۔ جو باقی بچے گا، بہن کو دے دیا جائے گا۔ سائلین نے حضرت ابو موسیٰ کو حضرت عبد اللہ بن مسعود کا فتویٰ بتایا تو انھوں نے کہا: جب تک علم کا یہ سمندر تم میں موجود ہے، مجھ سے مسائل نہ پوچھا کرو (بخاری، رقم ۶۷۳۶۔ ابوداؤد، رقم ۲۸۹۰۔ ترمذی، رقم ۲۰۹۳)

حضرت ابو موسیٰ کے گھر ایک مجلس میں حضرت ابو مسعود انصاری نے کہا: میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد عبد اللہ بن مسعود سے بڑا عالم چھوڑا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ نے کہا: یہ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے تھے جب ہم موجود نہ ہوتے تھے اور انھیں آپ کے گھر میں اس وقت داخلے کی اجازت ہوتی تھی جب ہمارا جانا ممنوع ہوتا تھا (مسلم، رقم ۶۳۳۰)

تقویٰ اور دنیا سے بے رغبتی

حضرت ابوموسیٰ سخت گرمی میں روزہ رکھتے۔ وہ زاہد و عابد اور علم و عمل کے جامع تھے۔ انھیں دنیا سے کوئی رغبت نہ تھی۔

حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا: میں ایک تاریک کوٹھری میں نہاتا ہوں، جب سے مسلمان ہوا ہوں، اپنے رب سے حیا کرتے ہوئے اپنی پیٹھ جھکا لیتا ہوں اور سیدھا کھڑا نہیں ہوتا۔ انھوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ بغیر تہ بند باندھے پانی میں کھڑے ہو جاتے ہیں تو کہا: میں مر جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، مر جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، مر جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر بھی ایسا کرنا پسند نہ کروں۔

ایک بار کہا: ناک کا مردار کی بو سے سڑنا اجنبی عورت کی خوشبو سے معطر ہونے سے بہتر ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اور زیاد بن سمیہ حضرت عمر سے ملنے آئے۔ انھوں نے زیاد کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اعتراض کیا۔ اس پر حضرت ابوموسیٰ نے کہا: میری انگوٹھی تو لوہے کی ہے۔ حضرت عمر نے کہا: یہ اور بھی برا ہے۔ جس کو انگوٹھی کا شوق ہو، چاندی کی انگوٹھی پہنے۔

حضرت ابوموسیٰ کو پتا چلا کہ لوگ اس وجہ سے جمعہ پڑھنے نہیں آتے کہ ان کے پاس عمدہ کپڑے نہیں ہیں تو انھوں نے ایک عبا پہن کر باہر نکلنا شروع کر دیا۔

حضرت ابوموسیٰ پیشاب کی نجاست کے بارے میں متشدد تھے۔ کہتے تھے: بنی اسرائیل جس کپڑے پر پیشاب لگ جاتا، کاٹ کر پھینک دیتے تھے۔ حضرت حذیفہ کہتے: کاش، وہ یہ کہنے سے باز آ جائیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو قوم کے کوڑا خانے پر آئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا (بخاری، رقم ۲۲۶۔ مسلم، رقم ۶۲۵)۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے تھے: مجھے اس میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا کہ شراب پی لوں یا ماسوا اللہ کی پوجا کر لوں (نسائی، رقم ۵۶۶۶)۔ البتہ وہ انگور کا رس طلا پی لیتے تھے جس کا دو تہائی پکانے سے اڑ جاتا ہے اور باقی رہ جانے والا ایک تہائی نشہ آور نہیں ہوتا (نسائی، رقم ۵۷۲۴)۔

بصرہ کی گورنری کے دوران میں حضرت ابوموسیٰ نے گھر جانے کی تیاری کی۔ انھوں نے حضرت انس بن

مالک کو سامان باندھنے کو کہا۔ ان کے جانے کا وقت ہو گیا، لیکن حضرت انس پوری تیاری نہ کر سکے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ نے کہا: میں نے اپنے گھر والوں کو کہا تھا کہ اس دن نکل آؤں گا، میں نے ان سے جھوٹ بولا تو وہ مجھ سے جھوٹ بولیں گے، اگر میں نے ان سے خیانت کی تو مجھ سے خیانت کریں گے اور اگر میں نے ان سے وعدہ خلافی کی تو مجھ سے ایفاے عہد نہ کریں گے۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اپنا سامان ضرورت چھوڑ کر روانہ ہو گئے۔

حضرت ابو موسیٰ کے پاس ایک چھوٹی شلوار (underwear) تھی، جسے وہ ستر ڈھانپنے کے لیے رات کے وقت تہ بند کے نیچے پہن لیتے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلتے اور بارش آ جاتی تو ہمارے اونی کپڑوں سے بھیڑوں کی بو آتی (ترمذی، رقم ۲۴۷۹۔ ابن ماجہ، رقم ۳۵۶۲۔ احمد، رقم ۱۹۷۵۷)۔

حضرت ابو موسیٰ نے ڈاک خانے میں اور مویشیوں کے باڑے میں نماز پڑھی، ان کے ایک طرف گوبر پڑا تھا اور دوسری جانب جنگل تھا (بخاری، رقم ۶۶)۔

حضرت ابو موسیٰ کی نصائح و ہدایات

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا: قاضی کو اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا چاہیے جب تک حق اس طرح نہ واضح ہو جائے، جس طرح رات دن سے الگ ہو جاتی ہے۔ حضرت عمر کو ان کے اس قول کا علم ہوا تو کہا: ابو موسیٰ نے سچ کہا۔

حضرت ابو موسیٰ نے بصرہ کی مسجد میں قرآن کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: جس کو اللہ نے علم دیا ہو، اس کی آگے تعلیم دے، یہ ہرگز نہ کہے: میں نہیں جانتا۔ خلاف حقیقت بات کرنے پر وہ دین سے خارج ہو جائے گا۔

ایک مرتبہ وعظ کرتے ہوئے کہا: اے لوگو، رولو، اگر نہیں رونا آتا تو رونی صورت بنا لو، اس لیے کہ دوزخی آنسو بہائیں گے اور جب آنسو خشک ہو جائیں گے تو خون ٹپکانا شروع کر دیں گے، اس مقدار میں کہ ان میں کشتیاں چلنے لگیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے اپنی بیٹیوں کو کہا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے قربانی کریں (بخاری، رقم ۱۰)۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے عامر بن عبد اللہ (عبد قیس) کو خط لکھا: السلام علیکم، اللہ واحد کی حمد بیان کرنے کے بعد، میں نے آپ کو ایک ذمہ داری سونپ رکھی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسے ادا کرنے میں فرق آ گیا ہے، اللہ سے ڈریں، والسلام۔

علم و فقاہت

حضرت ابو موسیٰ نے اہل بصرہ کو فقہ اور قراءت کی تعلیم دی۔ حضرت علی سے حضرت ابو موسیٰ کی علمی حیثیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: وہ علم میں رنگے ہوئے تھے۔ شعبی کا قول ہے: علم دین کی ابتدا چھ علما سے ہوئی، ان میں سے ایک حضرت ابو موسیٰ اشعری ہیں۔ مسروق کہتے ہیں: امت مسلمہ کے قاضی چار ہیں: عمر، علی، ابو موسیٰ اور زید بن ثابت۔ مسروق ہی کی دوسری روایت میں عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابوالدرداا اور ابی بن کعب کا اضافہ کیا ہے (مستدرک حاکم، رقم ۵۹۶۰)۔ شعبی کہتے ہیں: علم ان چھ اصحاب رسول سے اخذ کیا گیا ہے: حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابو موسیٰ اشعری۔ ان کا علم ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے اور یہ ایک دوسرے سے استفادہ بھی کرتے ہیں۔ شعبی حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابو موسیٰ اور حضرت زید کو امت کے قاضی قرار دیتے ہیں۔ اسود بن یزید کہتے ہیں: میں نے کوفہ میں علی اور ابو موسیٰ سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔ امام نسائی حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت عمران بن حصین کو بصرہ کے فقہا قرار دیتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے اہل بصرہ کو قراءت اور فقہ کی تعلیم دی۔ حطان بن عبداللہ رقاشی اور ابورجا عطاردی قراءت میں ان کے شاگرد تھے۔

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو موسیٰ شہ سواروں کے سردار ہیں (الطبقات الکبریٰ، رقم ۳۶۷)۔

روایت حدیث

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم، چاروں خلفاے راشدین، حضرت عائشہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب اور حضرت عمار بن یاسر سے روایت کی۔ ان سے روایت کرنے والے ہیں: ان کے بیٹے موسیٰ، ابراہیم، ابو بردہ، ابو بکر، ان کی اہلیہ حضرت ام عبداللہ، حضرت ابو سعید خدری، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو امامہ باہلی، حضرت طارق بن شہاب، حضرت بریدہ بن حصیب، حضرت اسامہ بن شریک، زید بن وہب، ابو عبدالرحمٰن نہدی، قیس بن ابو حازم، ابوالاسود دؤلی، سعید بن مسیب، زر بن حبیش، حسن بصری، اسود بن یزید، علقمہ بن قیس، ابو عثمان نہدی، ابووائل شقیق بن سلمہ، عمران بن حطان، اسید بن متشمس، ثابت بن قیس، ابو العالیہ، سعید بن جبیر، مرہ بن شراحیل الطیب، صفوان بن محرز، زہدم بن مضرب، عامر شعبی، ضحاک بن عبدالرحمٰن، ربعی بن حراش، عبداللہ بن نافع، عبید بن حنین، عبدالرحمٰن بن غنم، مسروق بن اوس اور ابو کنانہ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری کے ایک ہم نشین نے ان کے بیٹے ابو بردہ کو نصیحت کی: تمھارے والد کے جانے کا وقت قریب ہے، ان کی روایات حدیث محفوظ نہ رہیں گی، تم لکھ لیا کرو۔ حضرت ابو موسیٰ کو ان کی کتابت کا پتا چلا تو انھوں نے پانی لے کر تمام لکھا ہوا محو کر دیا اور کہا: تم احادیث کو اسی طرح ذہن نشین کرو جیسے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر حفظ کی ہوئی ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ کی مسند میں تین سو ساٹھ احادیث ہیں۔ انچاس روایات بخاری و مسلم میں ہیں۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، نسب قریش (مصعب زبیری)، تاریخ خلیفۃ بن خیاط (خلیفہ بن خیاط)، جمل من انساب الاشراف (بلاذری)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الجامع المسند الصحیح (بخاری، دارالسلام، ریاض)، جمہرۃ انساب العرب (ابن حزم)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، تاریخ دمشق الکبیر (ابن عساکر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، تہذیب التہذیب (ابن حجر)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ: L. Veccia Vaglieri)، Wikipedia۔

[باقی]